نقطہ ٔ نظر

منیر سامیؔ

ابتلا مسلسل ہے، کربلا مسلسل ہے

فیض احمد فیض نے امام حسین کی یاد میں ایک نہایت پراثر اور حق پرستوں کو دلگیر کرنے والا مرثیہ تحریر کیا تھا، جو اس فکر کی طرف دھیان دلاتا ہے جس کی بقا کے لیئے امام حسین میدانِ کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ ہم اس سال محرم کے پہلے عشرہ میں فیض کے چند اشعار کی طرف آپ کی توجہ کے طالب ہیں۔ ملاحظہ کیجیئے:

کی آنے میں تاخیر جو لیلائے قضا نے
خطبہ کیا ارشاد امامِ شہدا نے
فرمایا کہ کیوں درپئے آزار ہو لوگو
حق والوں سے کیوں برسرِ پیکار ہو لوگو
واللہ کہ مجرم ہو، گنہگار ہو لوگو
معلوم ہے کچھ کس کے طرفدار ہو لوگو
کیوں آپ کے آقاؤں میں اور ہم میں ٹھنی ہے
معلوم ہے کس واسطہ اس جاں پہ بنی ہے
سطوت نہ حکومت نہ حشم چاہیئے ہم کو
اورنگ نہ افسر نہ علم چاہیئے ہم کو
زر چاہیے، نے مال و دِرم چاہیئے ہم کو
جو چیز بھی فانی ہے وہ کم چاہیئے ہم کو
سرداری کی خواہش ہے نہ شاہی کی ہوس ہے
اک حرفِ یقیں دولتِ ایماں ہمیں بس ہے
طالب ہیں اگر ہم تو فقط حق کے طلبگار
انصاف کے نیکی کے صداقت کے پرستار
ظالم کے مخالف ہیں تو بیکس کے مددگار
جو ظلم پہ لعنت نہ کرے آپ لعیں ہے
جو جبر کا منکر نہیں وہ منکرِ دیں ہے
کر ختم سخن محوِ دعا ہو گئے شبیر
پھر نعرہ زناں محوِ وغا ہو گئے شبیر
قربانِ رہِ صدق و وفا ہو گئے شبیر

یہ رہ صدق و وفا میں امام حسین کی قربانی ہے جسے گزشتہ چودہ سو سال سے آج تک مسلمان مسلسل یاد کرتے ہیں۔ بہت سے یہ امید بھی کرتے ہیں کہ سب مل کر باطل کی مخالفت کریں گے، انصاف کی اور نیکی کی طرفدار کریں گے، اور منکرینِ جبر کو جبر سے بعض آنے کی تلقین کریں گے۔ لیکن بہت ہی افسوس سے یہ بھی لکھنا پڑتا ہے کہ فی زمانہ لاکھوں مسلمان ایسے بھی ہیں جو کربلا میں امام حسین کی شہادت کی توہین کرتے ہوئے عزادارانِ امام حسین اور اہلِ بیت کو یاد کرنے والوں پر آج بھی ظلم توڑتے ہیں اور انہیں اب بھی ظلم و جفا کا نشانہ بناتے ہیں۔

کبھی ایسا امام حسین کو ماننے والوں کی شناخت کر کے گولیاں مارتے ہوئے کیا جاتا ہے، اور کبھی عزاداروں کے جلوسوں پر بم سے حملہ کر کے۔ واقعہ کربلا سے اب تک مسلسل کسی نہ کسی طرح اہلِ بیت کے ماننے والوں پر زیادتیاں کی جاتی رہی ہیں۔

پاکستان میں جنرل ضیاالحق کے دورِ حکومت کے زمانے سے وہاں کی شیعہ اقلیت کے خلاف عسکریت باقاعدہ طور پر نمو پاتی رہی ہے۔ یہ عسکریت بہت ہی واضح ہے، اور اس کا ثبوت صرف ان جماعتوں کے نام ہی سے مل جاتا ہے جو شیعہ مخالفت میں بنائی گئی ہیں۔ ان میں انجمن سپاہِ صحابہ اور لشکرِ جھنگوی بہت معروف ہیں۔ ان جماعتوں کا تعلق دیگر انتہا پسند سنی مسلم جماعتوں سے بھی ہے، جن میں مبینہ طور پر جیشِ محمدی، حرکتہ المجاہدین، جنداللہ، القاعدہ، اور اب طالبان بھی شامل ہیں۔

شیعوں کے خلاف واقعات، یا ان ان کے مخالفین صرف پاکستان تک محدود نہیں ہیں، بلکہ خلیجی اور دیگر عرب ممالک میں بھی یہ ظلم پھیلتا جا رہا ہے۔ ہمیں شاید حال ہی مین بحرین میں شیعوں کے خلاف کاروایئاں اب یاد نہ رہی ہوں جو اب بھی جاری ہے۔ شام میں ہونے والی خانہ جنگی کا سلسلہ بھی شیعہ سنی فرقہ واریت ہی سے ملتا ہے۔ شام کی حکومت کے مخالفین پر نظر ڈالی جائے اور ان کے حمایتیوں پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ان میں قطر، مصر، سعودی عرب، اور ترکی جیسے سنی اکثریت والے ملک شامل ہیں۔

پاکستان میں جنرل ضیاالحق کے زمانے سے اس فرقہ وارانہ تشدد اور رویہ میں اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ اور وہاں سے اس معاملہ میں جو خبریں آتی ہیں وہ دل کو دکھانے والی ہی ہوتی ہیں۔ وہاں شیعہ اقلیت کے خلاف حلقہء استبداد وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کراچی شہر میں واقع ایک اہم امام بارگاہ کے اطراف میں تشدد پرست سنی جماعتیں اپنے دفاتر قائم کر رہی، جن کا بادی النظر میں صرف ایک مقصد سمجھ میں آتا ہے، اور وہ یہ کہ ان راستوں اور ان علاقوں کا گھیراؤ کیا جائے جہاں شیعہ اقلیت اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرتی ہے، یا ان راستوں پر ایسی رکاوٹیں لائی جائیں یا مورچہ بندی کی جائے جہاں سے شیعہ ایامِ عزا میں اپنے جلوس نکالتے ہیں۔ ان جلوسوں پر بموں سے حملوں کی خبریں مقامی اور بین الاقوامی جریدوں اور میڈیا پر نشر ہوتی رہتی ہیں۔

حیرانی کی بات یہ بھی ہے پاکستان کی احمدی اقلیت بھی شیعہ اقلیت کی قتل و غارت گری واضح مخالفت نہیں کرتی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان میں شیعہ اقلیت، یا احمدی اور دیگر اقلیتوں کے خلاف جبر کو کیسے روکا جائے۔ اس کا ایک واضح لیکن مشکل حل تو یہ ہے کہ وہاں مذہب اور ریاست کو الگ کیا جائے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ پاکستان کی مسلم اقلیتیں بھی مذہب اور ریاست کی علیحدگی کے حق میں نہیں ہیں۔

مسلم ممالک میں مذہب کو ریاست سے علیحدگی پیغام پہنچانا ایک مشکل امر ہے۔ خصوصاً ان حالات میں کہ جب مسلمانوں کے شیعہ فرقہ نے ایران میں باقاعدہ اسلامی ریاست بنادی ہے۔ مسلمانوں کا سُنّی فرقہ اسلام کا اکثریتی فرقہ ہے لیکن ابھی تک کسی بھی سُنّی اکثریتی ملک میں کوئی باقاعدہ اسلامی ریاست قائم نہیں ہوئی ہے لیکن ان ممالک میں ان انتہا پسندوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے جو اپنی ریاستوں کے خدوخال کو اسلامی شریعت کے اصولوں پر ڈھالنا چاہتا ہے۔ جہاں جہاں ایسا ہوا ہے وہاں اقلیتوں کے خلاف اور شیعہ اقلیت کے خلاف تعصب اور تشدد بڑھتا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں پاکستان کی مثال ہم اوپر دے چکے ہیں۔

مسلم ممالک میں وہ اقلیتیں بھی جو اکثریت کے جبر کا شکار ہیں، مذہب اور ریاست کی علیحدگی پر بات نہیں کرتیں، بلکہ ان کی کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ جہاں بھی ہو سکے، اپنے مسلک اور تفہیم کے مطابق ایک اسلامی معاشرہ قائم کر سکیں۔ ان میں احمدی بھی شامل ہیں اور شیعہ بھی۔ اس کا نتیجہ سوائے فرقہ واریت، اقلیتوں سے تعصب، اور ان پر تشدد کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

ایسے سارے لوگ کربلا میں دیئے گئے امام حسین کے اس پیغام کو بھلا چکے ہیں جو حق اور انصاف کا پیغام تھا، جو حق کا پیغام تھا، جو جبر کے خلاف جدوجہد کا پیغام تھا۔ جب تک مسلمان جن میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں کربلا میں دی گئی امام حسین کی قربانی کی روح کو نہیں جانیں گے تب تک حالتِ ابتلا بھی مسلسل رہے گی، اور کربلا میں کیئے جانے والا ظلم بھی مسلسل جاری رہے گا۔